دارالافتاء
مسائل علمیہ

عربی متن کے بغیر ترجمۂ قرآن کے مفاسد

حضرت مولانا شمس الحق صاحب افغانی مدظلہٗ

پاکستان میں دیگر فتنوں کی طرح بغیر عربی متن کے تراجم قرآن مجید کی اشاعت اور ترویج کی کوششیں بھی جاری ہیں۔ خداوند تعالیٰ کی پسندیدہ زبان عربی اور کلام ربانی کا اپنی متوارث و متواتر مفہوم و مراد سے رشتہ کٹ جانے کی صورت میں جن خطرات اور مفاسد کا اندیشہ ہے۔ اس کا اندازہ نہیں لگایا جا سکتا۔ دین سے آزاد کئی افراد اور اداروں کی طرف سے اس قسم کی آوازیں اٹھ رہی ہیں۔ کہ قرآن مجید کی تلاوت و تبلیغ یہاں تک کہ نماز بھی اردو زبان میں ہونی چاہیئے۔ یہاں تک کہ ہماری معلومات کے مطابق مرد تو کیا بعض خواتین تک منظم طریقے سے عورتوں اور مردوں میں اس تحریک کا پرچار کرتی رہتی ہیں۔ چنانچہ پچھلے دنوں روزنامہ جنگ میں راولپنڈی کی ایک خاتون صحری سلطانہ بیگم بریگیڈیر اشرف خان کا تعارف ان الفاظ میں کرایا گیا ہے۔ کہ وہ نماز کو اردو میں رائج کرانا چاہتی ہیں۔ اور انہوں نے صرف اردو میں کئی ہزار جلدیں شائع کرائی ہیں۔ شرعاً پردہ کا استعمال غیر ضروری سمجھتی ہیں۔ بلکہ مساجد میں مرد و زن کے مخلوط اجتماع کو جائز سمجھتی ہیں۔ انہوں نے اپنے مقاصد کی تشہیر کیلئے سوشل ویلفیئر سوسائٹی کے نام سے ایک انجمن قائم کی ہے۔ وغیرہ وغیرہ (جنگ راولپنڈی ۳۰ جون ۱۹۶۹ء)

ان خطرناک عزائم کی کامیابی سے خدانخواستہ قرآن کریم کی تاویل و تحریف کا وہ دروازہ کھل سکتا ہے جس کا نمونہ یہود و نصاریٰ کی کتابوں (بائبل وغیرہ) کی شکل میں ہمارے سامنے ہے۔ اور آج ان میں سے کوئی بھی ان آسمانی کتابوں کی اصل زبان تک کی نشاندہی نہیں کر سکتا۔ علماء حق نے ہمیشہ سے ایسی حرکات کا احتساب کیا اور سدباب کیلئے قرآن مجید کے عربی متن کے بغیر تراجم و تفاسیر شائع کرنے کی ممانعت کی۔ کچھ عرصہ قبل جنوبی افریقہ

کی ایک دینی جماعت کی طرف سے حضرت شیخ الحدیث مولانا عبدالحق صاحب مدظلہ کے نام ایک خط میں بلا عربی تراجم کی اشاعت اور بعض دیگر امور کی شرعی حیثیت دریافت کی گئی تھی۔ حضرت شیخ الحدیث مدظلہ کی خواہش پر محقق العصر حضرت مولانا شمس الحق صاحب افغانی مدظلہ نے اس خط کا جواب تفصیل سے تحریر فرمایا۔ اس خاص مسئلہ کے بارہ میں جواب کا متعلقہ حصہ یہاں شائع کیا جا رہا ہے۔ افریقی مسلمانوں کے خط میں وہاں کے دینی مساعی اور اشاعت قرآن مجید کی کوششوں کا بھی اجمالاً ذکر ہے۔ لہٰذا اسے بھی مختصراً شائع کیا جا رہا ہے ——— (قاضی انوار الدین)

بگرامی خدمت جناب مولانا عبدالحق صاحب۔ السلام علیکم

اس ادارہ کے عاقل و ذہین مسلمانوں کے ایک گروہ نے قرآن مقدس کے ترجمہ کا قابل قدر کام شروع کیا ہے۔ یہ ترجمہ جنوبی افریقہ کی مقامی زبانوں میں کیا جا رہا ہے۔ جنوبی افریقہ کے تقریباً ایک کروڑ تیس لاکھ آبادی تقریباً بائیس زبانیں بولتی ہے۔ جن میں سے چار زبانوں کو سرکاری طور پر تسلیم کیا گیا ہے۔ اور خداوند کریم کی قدرت سے ہم پہلے ہی سے قرآن مقدس کو افریکن اور ذلو زبانوں میں ترجمہ کر چکے ہیں۔ یہ کام کئی قابل اعلیٰ تربیت یافتہ پروفیسروں و علماء عربیہ و لسانیات متعلقہ کی مدد سے کیا گیا ہے۔ ایک رپورٹ جو کہ مسلم نیوز اخبار میں اس ترجمہ کے متعلق شائع ہوئی ہے۔ شامل ہذا ہے۔ ابتداً ہم نے قرآن مقدس کا اصل ہر دو زبانوں یعنی عربی اور افریکن میں شروع کیا۔ اور ہر ایک صفحہ کے آخر میں اس کی شرح افریکن بولی بولنے والوں کے فائدہ کے لئے درج کر دی۔ چونکہ لوگوں کی ہر دلعزیز رائے یہ ہے۔ کہ ہم غیر مسلموں کی غالب اکثریت کو بھی اس سے مستفیض کریں۔ جن کو اس مرحلہ پر عربی اصل کسی فائدہ کا نہ ہوگا۔ آپ برائے مہربانی اپنی فاضلانہ رائے سے مشکور کریں۔ کہ آیا اس میں اسلامی عقائد کی خلاف ورزی ہوگی۔ اگر ہم قرآن مقدس کا ترجمہ صرف افریکن زبان میں چھاپیں بغیر عربی اصل کے۔ ثانیاً کیا کسی اسلامی قانون کی خلاف ورزی تو نہ ہوگی۔ اگر غیر مسلم یا کافروں کو قرآن مجید کی ترجمہ شدہ کاپیوں بمعہ یا بغیر عربی اصل کے ہاتھ میں لینے کی اجازت دی جائے۔ ترجمہ شدہ کاپیوں کی جو بغیر عربی اصل کے ہیں کی تقسیم کی مثالیں:

۱۔ انگریزوں کیلئے بذریعہ مارمک پکھتال ۲۔ اردو بولنے والوں کیلئے بذریعہ حضرت مولانا ......

۳۔ فرانسیسی لوگوں کے لئے بذریعہ ڈاکٹر حمید اللہ۔ ثالثاً ہمیں مشورہ دیں کہ کونسا طریق کار اسلام کی تبلیغ کے لئے ایک ایسے ملک میں جیسا کہ ہمارا ہے۔ جہاں کی غالب اکثریت غیر مسلموں کی ہے۔ اختیار کیا جاوے۔ غیر مسلم استدعا کرتے ہیں۔ کہ انہیں قرآن مقدس کی ایک کاپی دی جائے۔ ہم نے مصمم ارادہ

کیا ہے۔ کہ ہم جملہ اسلامی عقائد پر عمل پیرا رہیں گے۔ اور اس لئے مشکور ہوں گے، اگر آپ اپنی خوب سوچی ہوئی رائے سے مندرجہ بالا امورات کے متعلق ہمیں مستفیض کریں۔ والسلام

منجانب: اسمٰعیل والی جنرل سیکرٹری ٹرانسوال جنوبی افریقہ۔

جواب

ترجمۂ قرآن عربی متن کے بغیر شائع کرنے میں حسب ذیل مفاسد ہیں۔ خواہ کتنی ہی نیک نیتی پر مبنی ہو:-

۱۔ اس میں سلف صالحین کی مخالفت ہے۔ کیونکہ انہوں نے باوجود ضرورت مذکورہ کے ایسا نہیں کیا۔ حالانکہ غیر مسلموں میں اشاعتِ اسلام و قرآن کا جذبہ ہم سے بدرجہا زیادہ موجود تھا۔

۲۔ نیز ایسا کرنے میں عیسائیوں کی تقلید ہے۔ کہ انہوں نے تورات وانجیل کے متعلق ایسا کیا۔

۳۔ ترجمۂ قرآن لکھنے والے اپنے ترجمہ کو خدا کی طرف منسوب کرتا ہے۔ اور اسکو قول خدا اور جزو ایمان قرار دیتا ہے۔ ایسی صورت میں اگر اس کے ساتھ عربی متن موجود نہ ہو تو یہ کیسے معلوم ہوگا۔ کہ یہ مترجم کی اپنی رائے ہے جسکو وہ قرآن کے ترجمہ کے نام سے پیش کر رہا ہے۔ یا واقعی قرآن اور خداوند تعالیٰ کا حکم ہے۔

۴۔ صرف ترجمہ پر اکتفا کرنے سے مسلمانوں کی نگاہ الفاظ قرآنی کی حفاظت سے ہٹ کر صرف ترجمہ پر مرتکز ہو جائے گی۔ اور رفتہ رفتہ عربی متن کی اہمیت ختم ہو کر تراجم میں باہمی اختلافات کی وجہ سے تحریف و تبدیل قرآن کا دروازہ کھل جائے گا۔ جیسے عیسائیوں میں ہوا۔ اور وحدت قرآن کی متاع عزیز کی نعمت کبریٰ سے جو مسلمانوں کیلئے اساس ایمان ہے۔ وہ محروم ہو جائیں گے۔

۵۔ اس کے علاوہ عربی زبان جو لسان قرآن ہے، اسکی اہمیت بھی مسلمانوں میں ختم ہو جائے گی۔ جیساکہ اس قسم کے تراجم سے عبرانی زبان اور لسانِ تورات وانجیل کا انجام ہوا۔

۶۔ الفاظ قرآن جس کے ایک ایک حرف پر دس دس نیکیوں کا وعدہ ہے۔ اس سے بھی بتدریج مسلمانوں کے محروم ہو جانے کا خطرہ ہے۔ جیسے اہل کتاب کا حشر ہوا۔ وہی ہمارا بھی ہوگا۔

۷۔ ہدایت کے لئے صرف ترجمہ چنداں مؤثر نہیں، بلکہ بڑا اثر الفاظ قرآنی میں ہے۔ جب مضامین قرآن کو جاذب قلوب اور پرشکوہ الفاظ قرآنی سے علیحدہ کیا جائے گا۔ تو ان میں ہدایت کی وہ روح باقی نہ رہے گی جو عبارت قرآنی کے ساتھ مخصوص ہے۔

ان مفاسد کی وجہ سے بلا متن تراجم کی اشاعت درست نہیں۔ اس لئے سلف صالحین نے

باوجود کثرت کفار اور شدید حرص تبلیغ کے ایسا نہ کیا۔

عندالضرورت متن عربی کے ساتھ ترجمہ شدہ قرآن غیر مسلموں کو دینے میں حرج نہیں۔ اور نہ وہ طہارت جیسے فروعی احکام کے مکلف ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہرقل عیسائی بادشاہ کو جو خط تحریر فرمایا اس میں قرآنی آیات قل یا اهل الکتاب تعالوا الی کلمة سواء بیننا وبینکم[1] الخ درج تھیں۔ جسکی شرح میں حافظ ابن حجر عسقلانی فتح الباری ج ۱ ص ۳۰ میں لکھتے ہیں: فیفید الجواز علی ما اذا وقع احتیاج الی ذالك كالابلاغ والانذار كما فی هذه القصة واما الجواز مطلقا حیث لاضرورة فلا يتجه[2] (انتهى) اور فتح القدیر ج ۱ ص ۱۱۷ میں لکھا ہے: لا باس بدفع المصحف الی الصبیان واللوح وان كانوا محدثین لا یأثم المكلف الدافع كما یأثم بالباس الصغیر الحریر وسقیه الخمر وتوجیهه الی القبلة فی قضاء حاجته. للضرورة فی هذا الدفع وفی العنایة لا بأس بان یدفع الطاهرون المصحف الی الصبیان المحدثین لانه لو لم یكن كذالك فاما ان یمنع المصحف وفیه تضییع حفظ القرآن او یؤمر بالتطهیر وفیه حرج علیهم لانهم لم یكلفوا بذالك[3] یہ حوالہ جات خالص قرآن (بلا ترجمہ) کے متعلق ہیں۔ ترجمہ متضمن قرآن کا حکم نسبتاً اس سے اخف (آسان) ہے۔ وفی بذل المجهود ج ۳ ص ۲۳۵ فی شرح حدیث ابن عمرؓ نهی رسول الله صلی الله علیه وسلم ان یسافر بالقرآن الی ارض العدو استدل به علی منع تعلیم الكافر القرآن وبه قال مالكؒ مطلقا واجازه ابو حنیفهؒ مطلقا وعن الشافعیؒ قولان ونقل بعض المالكية بین القلیل لاجل مصلحة قیام الحجة علیهم فاجازه وبین كثیر فمنعه ویؤیده كتب النبی صلعم الی هرقل بعض الآیات ونقل النوویؒ الاتفاق علی جواز الكتابة الیهم[4]

تبلیغ کے دو طریقے ہیں۔ ۱۔ تحریری ۲۔ تقریری۔ تحریری میں ایسے مختصر دیسی زبانوں میں کتابچوں کی اشاعت کی ضرورت ہے جس میں اسلام کی خوبیاں اور بزرگان دین کے واقعات دلکش پیرائے میں بیان ہوں۔ اور تقریری ذریعہ میں یہ ضروری ہے کہ ہر ایک مسلمان کم از کم ایک غیر مسلم کے ساتھ دوستانہ ربط پیدا کرکے اپنے عمل اور قول اور حسن اخلاق کے ساتھ اسکو اسلام کی ترغیب دیا کرے اور اس کارکردگی کو تا حین حیات اپنا معمول بنائے۔ ▲▲▲

امیر التبلیغ مولانا محمد یوسف دہلویؒ کی وفات سے چند روز قبل مل میں کی ہوئی تقریر اگلے شمارہ میں ملاحظہ فرمائیں